# فیہ ما فیہ

ملفوظات

مولانا جلال الدین محمد رومی

بشنو از نے چوں حکایت میکند
واز جدائیہا شکایت میکند



250

کتاب

# فیہ ما فیہ

ملفوظات

مولانا جلال الدین محمد رومیؒ

مقدمہ

آقائے بدیع الزماں فروزانفر

مترجم

مولانا شمس بریلوی

رومی پبلشنگ ہاؤس

کراچی

# حمد

حمدُلکَ والشکرلکَ یاذوالمنن　　حاضری وناظری بر حالِ من

واحداندرملک، اُورا یار نے　　بندگانش راجُز اُوسالار نے

خالقِ افلاک وانجم برعلا　　مردم ودیو و پری و مرغ را

خالقِ دریا ودشت وکوہ وتیہہ　　ملکِ اوبے حدٌواُوبے شبیہہ

شاہِ مابیدارو ہردم ہوشیار　　می رساندروزئی ہرموروماز

کُلَّ یَوۡمٍ ھُو فِی شانٍ بخواں　　مرورابے کاروبے فعلے، مداں

اومبدّل کردہ خاکے رابزر　　خاکِ دیگررابکردہ بوالبشر

تاقیامت گربگویم زین کلام　　صدقیامت بگزرد، ویں ناتمام

دوست رااندراحدواحمد بزن　　اے برادر وارِہ ازبوجہلِ تن

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

اشاعت اول ــــــــ جولائی ۱۹۹۶ء
تعداد ــــــــ ایک ہزار
مطبع ــــــــ پنجاب پریس
ناشر رومی پبلیشنگ ہاوس۔کراچی
قیمت ــــــــ [redacted] رُوپے

اس امر کو سب جانتے لیکن جس شخص پر یہ حالت طاری ہوتی ہے وہ درحقیقت تمام عالم سے بے نیاز ہو جاتا ہے بلکہ رفتہ رفتہ اس کی قوتِ ارادی سلب ہوتی جاتی ہے اور وہ بالکل اپنے آپ کو رضائے الٰہی پر چھوڑ دیتا ہے۔ ایک صوفی نے کسی سے پوچھا کیسی گزرتی ہے؟ بولے کہ آسمان میری ہی مرضی پر حرکت کرتا ہے، ستارے میرے ہی کہنے کے موافق چلتے ہیں۔ زمین میرے ہی حکم سے دانے اُگاتی ہے۔ بادل میرے ہی اشاروں پر برستے ہیں۔ سائل نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کیونکر؟ فرمایا کہ میری کوئی خواہش نہیں، بلکہ جو کچھ وقوع میں آتا ہے وہی میری خواہش ہے اس لئے جو کچھ ہوتا ہے میری ہی خوشی کے موافق ہوتا ہے۔ اسی بنا پر فنا کی یہ حقیقت ہے کہ سالک اپنی ہستی کو بالکل مٹا دے اور ذاتِ الٰہی میں فنا ہو جائے۔ یہی مقام ہے جس میں منصور نے انا الحق اور حضرت بایزید بسطامی نے سبحانی ما اعظم شانی کہا تھا اور اس حالت میں ایسا کہنا محل الزام نہیں۔ محمود شبستری نے اس نکتے کو ایک نہایت عمدہ تشبیہہ سے سمجھایا ہے، وہ کہتے ہیں:۔

روا باشد انا الحق، از درختے　　　چرا نبود، روا از نیک بختے

یہ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے درخت پر جو روشنی دیکھی تھی وہ خدا نہ تھا لیکن اس سے آواز آئی کہ اَنَا رَبُّکَ یعنی میں تیرا خدا ہوں، جب ایک درخت کو خدائی کا دعویٰ اس بنا پر ہے کہ وہ خدا کے نور سے منوّر ہو گیا تھا۔ تو انسان جو قدرتِ الٰہی کا سب سے بڑا مظہر ہے، ایک خاص مقام پر پہنچ کر کیوں یہ دعویٰ نہیں کر سکتا۔

مولانا نے اس مقام کو مختلف تشبیہوں سے سمجھایا ہے عوام کو اعتقاد ہے کہ انسان پر جب کبھی کوئی جن مسلّط ہو جاتا ہے تو اس وقت وہ جو کچھ کہتا ہے یا کرتا ہے وہ اس جن کا قول فعل ہوتا ہے۔ جب جن کے تسلّط میں یہ حالت ہوتی ہے تو نورِ الٰہی جس شخص پر چھا جائے اس کی یہ حالت کیوں نہ ہو گی۔

اس سے زیادہ صاف تشبیہہ یہ ہے کہ انسان شراب کی حالت میں جب کوئی بدمستی کی بات کہتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس وقت یہ شخص نہیں بولتا شراب بول رہی ہے۔

درسخن پرواز داز تو یا کہن　　　تو بگوئی "بادہ گفت ست این سخن"
بادہ را مے بود این شر و شور　　　نورِ حق را نیست این فرہنگ و زور
گرچہ قرآں از لبِ پیغمبر است　　　ہر کہ گوید حق نگفت او کافر است

مولانا نے ایک اور مسئلہ میں سمجھایا ہے وہ یہ کہ لوہا جب آگ میں گرم کیا جاتا ہے اور سرخ ہوکر آگ کا ہمرنگ بن جاتا ہے تو گو وہ آگ نہیں ہوجاتا لیکن اس میں تمام خاصیتیں آگ کی پائی جاتی ہیں یہاں تک کہتے ہیں کہ آگ ہوگیا، فنا فی اللہ کے مقام میں انسان کی بھی یہی حالت ہوتی ہے۔

اس مسئلہ کو ایک اور پیرائے میں ادا کیا ہے۔

نان مُردہ چوں حریفِ جاں بود — زندہ گردد نان و عینِ آں شود

در نمک زار ار خر مردہ فتاد — آں خری و مردگی یک سو نہاد

ایں نمک زار جسوم ظاہر است — خود نمک زار معانی دیگر است

چونکہ یہ مقام اگرچہ فنا سلوک کا سب سے اخیر اور سب سے افضل تر مقام ہے مولانا نے بار بار مختلف موقعوں پر اس کی شرح کی ہے اور بیان کیا ہے کہ جب تک یہ مرتبہ حاصل نہ ہو عشق اور محبت الٰہی ناتمام ہے اور یہی مرتبہ ہے جس کو صوفیہ توحید سے تعبیر کرتے ہیں۔

چوں انائے بندہ لا شد از وجود — پس چہ باشد تو بیندیش اے جحود

چوں بمردم از حواس بوالبشر — حق مرا شد سمع و ادراک و بصر

ہست معشوق آنکہ او یک تو بود — مبدأ و ہم منتہایت او بود

تا ز زہر و از شکر تو نگذری ! — از گلِ وحدت کجا بوئے بری

صبغۃ اللہ ہست رنگ خم ہو — رنگہا یک رنگ گردد اندرو

طالب ست و غالب ست آں کردگار — کہ ز ہستی ہا برآرد او دمار

تا نداند غیر او در کار گاہ — مَنْ عَلَیْہَا فَان بری با شد گواہ

باوجود اس کے کہ مولانا وحدت وجود کے قائل اور مقام فنا میں مستغرق تھے تاہم ان کا یہ مذہب ہے کہ یہ مقام ایک وجدانی اور ذوقی چیز ہے، جس شخص پر یہ حالت طاری نہ ہو اس کو یہ الفاظ استعمال نہ کرنے چاہئیں، چنانچہ فرعون اور منصور کا اختلافِ حالت اسی پر مبنی ہے۔

آں انا بیوقت گفتن لعنت ست — واں انا در وقت گفتن رحمت ست

از :- علامہ شبلی نعمانی — تلخیص۔ سوانحِ عمری مولانا رومؒ